ٹریفک نظام
احکام ومسائل
محمد جمیل اختر جلیلی
ناشر
فاران ایجوکیشنل اینڈ چیری ٹیبل ٹرسٹ، پوچری، دھنباد (جھارکھنڈ)

ٹریفک نظام

احکام ومسائل

محمد جمیل اختر جلیلی

(استاذ حدیث وفقہ جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور، کرناٹک)

ناشر

دارالعلم، مقام وپوسٹ پوچری، دھنباد (جھارکھنڈ)

نام کتاب : ٹریفک نظام ـــــ احکام و مسائل

مؤلف : محمد جمیل اختر جلیلی

صفحات : ۴۷

سن طباعت : ۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱ء

قیمت :

ملنے کے پتے

☆ جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور، کنداپور، کرناٹک ۔۵۷۶۲۱۱

☆ جامعہ ام المؤمنین ام سلمہؓ، فردوس نگر، توپچاپنچی، دھنباد، جھارکھنڈ۔

☆ معہد تحفیظ القرآن الکریم، نوادہ، بشن گڑھ، ہزاری باغ، جھارکھنڈ۔

☆ مکتبہ دارین، ندوہ روڈ، ٹیگور مارگ، لکھنؤ-۲۰

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اسلامی شریعت اللہ کی نازل کردہ آخری شریعت بھی ہے اور انتہائی جامع و ہمہ گیر بھی ۔آخری شریعت ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ کسی مسئلہ سے متعلق اللہ کی مشیت اور اس کا قانون کیا ہے؟ یہ اسی شریعت سے معلوم ہوسکتا ہے۔کسی دوسرے قانون اور دستور سے نہیں۔ اور جامع و ہمہ گیر شریعت ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ زندگی کا کوئی بھی میدان ہو، اور درپیش مسئلہ کی کیسی بھی نوعیت ہو، اس کی بابت رہنمائی اس شریعت میں موجود ہوتی ہے۔رسول کریم ﷺ صرف پیغام رساں ہی نہ تھے کہ آیات الٰہی لوگوں تک پہنچا رہے تھے، بلکہ آپ کی ذات سراپا اسوہ بھی تھی کہ آپ ﷺ آیات قرآنی اور احکام الٰہی کی تشریح کرتے تھے اور ان کا عملی نمونہ پیش کرتے تھے ۔ چنانچہ قرآن کریم اور سنت نبوی کے ذریعہ اسلامی شریعت کا مکمل مجموعہ تیار ہوا، اور اللہ نے خود ہی قرآن کریم میں اس کا اعلان کیا کہ: **الیوم أکملت لکم دینکم وأتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا.** ﴿المائدۃ: ۳﴾۔

اس شریعت میں دوقسم کے احکام دیئے گئے: ایک تفصیلی اور متعین احکام، جن میں ہر ہر مسئلہ کی جزوی تفصیلات بتادی گئیں۔جیسے نماز کے طریقے، رکعات

اوراوقات، دیگرعبادات کی شکلیں، حدود والی سزاؤں کی تفصیل، میراث کے مستحقین اوران کے حصے اورمحرمات نکاح وغیرہ احکام ہیں۔ دوسری قسم کے احکام اصولی اور رہنمایانہ نوعیت کے ہیں، جیسے لباس وستر پوشی کے اصول بتائے گئے کہ ان سے ستر کے حصے چھپ جائیں اوروہ نہ باریک ہوں اورنہ چست کہ پہن کربھی عریانی کا منظر باقی رہے۔ اسی طرح تجارت کے بنیادی اصول بتائے گئے کہ کسی کا مال ناحق نہ کھایا جائے، غلط بیانی اوردھوکہ سے بچا جائے اورحرام اشیاء کی تجارت اوررسود وقمار سے دوررہا جائے۔ ان اصولی ہدایات کواپناتے ہوئے کوئی شخص کسی بھی ملک کا لباس پہن سکتا ہےاورتجارت وکاروبار کے جدید سے جدید طریقے اختیار کرسکتا ہے۔

اسی دوسری نوعیت کے احکام میں اجتہاد کی وسیع گنجائش ہوتی ہے، اوران میں شریعت کے عمومی مقاصد اور ہدایات کوسامنے رکھتے ہوئے فقہاء ومجتہدین تفصیلی مسائل طے کرتے ہیں، اور ہر ہر مسئلہ کا حکم بتاتے ہیں۔ یہاں ان کے پیش نظر یہ بات ہوتی ہے کہ انسانوں کونفع وسہولت حاصل ہو، نقصان وفساد کودور کیا جاسکے اور اللہ کی محرمات کی پامالی نہ ہونے پائے۔ اسلامی شریعت کے اس منہج کی وجہ سے یہ بات ممکن ہوتی ہے کہ ہرزمانہ میں پیدا ہونے والے مسائل کا اسلامی شریعت کی روشنی میں حل پیش کیا جاسکے۔ چنانچہ اسلام کی قانونی تاریخ کی یہ شاندارروایت رہی ہے کہ علماءامت نے ہردورمیں نئے پیدا ہونے والے مسائل کا شرعی حل پیش کیا۔

ٹریفک کا نظام بھی ایسا ہی ایک نیا مسئلہ ہے۔ دراصل جب شہروں کی آبادی اتنی بڑھی ہوئی نہ تھی جیسی کہ اب ہے، اور آمد ورفت کے وسائل نے اتنی ترقی نہ کی تھی، تو ٹریفک نظام کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی؛ لیکن اس کے باوجود اسلام نے چلنے کے آداب، راستے کے حقوق اور ایک سے دوسرے کو نقصان پہنچ جانے کی صورت میں قصد اور عدم قصد کے مطابق علاحدہ احکام بتا رکھے تھے۔ جب دنیا ٹریفک نظام سے آشنا ہونے لگی اور اس سے جڑے نئے نئے سوالات اٹھنے لگے تو ضرورت پیش آئی کہ ان کے شرعی احکام بتائے جائیں۔ چنانچہ علماء امت نے قرآن وحدیث کی ہدایات کی روشنی میں ٹریفک نظام اور اس سے تعلق رکھنے والے مسائل کے احکام طے کئے اور شریعت کی رہنمائی سے لوگوں کو آشنا کیا۔

چونکہ یہ موضوع قدرے نیا ہے، اور ٹریفک نظام سے متعلق نئے نئے تجربات کی وجہ سے مسائل بھی نئے نئے پیدا ہو رہے ہیں، اور ٹریفک حادثات کی بڑھتی تعداد کی وجہ سے بھی ایسے سوالات اٹھتے ہیں جن کا شرعی جواب جاننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ اس موضوع سے متعلق شرعی احکام کو مفصل صورت میں سامنے لایا جائے۔ اللہ جزائے خیر دے مولانا مفتی جمیل اختر ندوی کو، کہ انھوں نے اردو زبان میں اس موضوع پر اچھی تحریر تیار کر دی۔ مولانا ہندوستان کی موقر دینی درسگاہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فاضل ہیں اور

معروف فقیہ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ کے زیر تربیت رہ کر اختصاص فی الفقہ کا کورس مکمل کرنے کے علاوہ ان سے خصوصی استفادہ بھی کیا ہے، اور جدید فقہی موضوعات پر لکھنے کا ذوق رکھتے ہیں۔

زیر نظر کتاب ’’ٹریفک نظام ۔احکام ومسائل‘‘ میں موصوف نے ٹریفک نظام کی پابندی کی شرعی نوعیت کو واضح کیا ہے، ٹریفک نظام کی خلاف ورزی کی صورت میں جرمانہ کی مختلف شکلوں پر گفتگو کی ہے اور ٹریفک حادثات کی مختلف صورتوں پر گفتگو کرتے ہوئے ان کے شرعی احکام بتائے ہیں۔ موصوف نے اس تحریر میں فقہ حنفی کے ساتھ دوسرے فقہی مسالک کی آراء اور اقتباسات بھی درج کئے ہیں، اور معاصر فقہاء اور فقہی اداروں سے بھی استفادہ کیا ہے، اور جدید طریقہ پر تمام اقتباسات کے حوالے درج کئے ہیں۔ اس طرح یہ تحریر عوامی زندگی سے تعلق رکھنے والے ایک اہم موضوع پر شرعی رہنمائی بن گئی ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ موصوف کی اس علمی خدمت کو شرف قبولیت بخشے اور ان کے قلم کو تر وتازہ رکھ کر نافع ومفید بنائے۔ آمین۔

ڈاکٹر محمد فہیم اختر ندوی
خادم شعبہ اسلامیات
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

۲۲؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۲ھ
مطابق ۲۶؍ مئی ۲۰۱۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

وسائلِ حمل ونقل کی ترقی کی وجہ سے جہاں بہت ساری سہولتیں بہم ہوئی ہیں، وہیں حادثات کی کثرت بھی ہوگئی ہے، انسان کی موت سے لے کر مفلوج کردینے والے واقعات روزانہ اخبارات میں آتے رہتے ہیں، یہ حادثات کبھی تو کسی تیکنیکی خرابی کی وجہ سے ہوتے ہیں، کبھی قدرتی مصائب کے شکار ہونے کی وجہ سے اور کبھی اپنی اُس فطری جلدی بازی کی وجہ سے اُس نظام کی پیروی نہ کرنے کی وجہ سے، جو ان وسائل کے لئے بنایا گیا ہے۔

اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ اموات سڑک حادثات میں ہوتے ہیں اور ہمارا ملک ہندوستان اس سلسلہ میں بہت آگے ہے، جہاں ہر سال کئی ہزار لوگ سڑک حادثہ کی نذر ہوجاتے ہیں، اور اس کی بنیادی وجہ ٹرافک نظام کی خلاف ورزی کرنا ہے، اگر اس نظام کی پابندی کی جائے تو حادثات کی اس کثرت پر کنٹرول پایا جاسکتا ہے۔

اس مختصر رسالہ میں ٹریفک نظام، اس کی خلاف ورزی پر جرمانہ، سڑک حادثات کی مختلف نوعیتیں اور ان حادثات کی وجہ سے لازم ہونے والے تاوان کی شرعی حیثیت پر قرآن وحدیث اور ائمہ اَربعہ کی فقہ کی روشنی میں گفتگو کی گئی ہے، یہ دراصل ایک تحقیقی مقالہ ہے، جو ملک کے معروف تحقیقی رسالہ ''بحث ونظر'' میں شائع بھی ہو چکا ہے، اب

اللہ کے فضل سے یہ مختصر رسالہ زیورِطباعت سے آراستہ ہوکرآپ کے ہاتھوں میں ہے۔

میں خصوصیت کے ساتھ جناب مولانا فہیم اختر ندوی صاحب کا شکرگزار ہوں کہ اُنھوں نے پورے مقالہ کو پڑھا اور میری ہمت افزائی کے لئے اپنے بیش قیمت پیش لفظ سے اِسے مزین فرمایا، نیز میں عمِ محترم جناب مولانا آفتاب عالم ندوی صاحب (ناظم جامعہ ام سلمہؓ، دھنباد) کا بھی ممنون ہوں کہ اُنھوں نے میری تعلیمی وتربیتی ہر دو پہلو سے مکمل رہنمائی فرمائی، اپنے والدین کا بھی ممنون ہوں کہ ان کی دینی تربیت اور دینی جذبات ہی کی وجہ سے میں اس خدمت کے لائق ہوا، اسی طرح جناب ماسٹر منصور عالم، جناب ماسٹر معین الدین، جناب ماسٹر نعیم الدین اور جناب ماسٹر شہاب الدین صاحبان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اِنھیں حضرات کے توجہِ خاص کے نتیجہ میں یہ رسالہ طباعت کے مرحلہ سے گزر کرآپ کے ہاتھوں میں پہنچ سکا، اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اوران حضرات کے اس دینی جذبے قبول فرمائے، آمین!

اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس حقیر کاوش کو قبول فرمائے اوراس ابتدائی کام کو آگے بڑھنے کے لئے زینہ بنائے، **ربناتقبل منا، انک أنت السميع العليم.**

ہیچمداں

محمد جمیل اختر جلیلی

(خادم حدیث وفقہ جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور، کرناٹک)

۱۰/ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ

۱۴/ مئی ۲۰۱۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ انسانی زندگی سے متعلق وسائل بھی ترقی کی راہ پر مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں، ان وسائل سے جہاں لوگوں کو آسائش اور سہولتیں مہیا ہوئیں، وہیں خطرات اور پریشانیوں میں بھی اضافہ ہوا، پچھلی دہائیوں میں لوگ چھکڑوں اور بیل گاڑیوں سے سفر کیا کرتے تھے، اس میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے کے لئے ایک کٹھن اور اکتا دینے کی حد تک وقت درکار ہوتا تھا؛ لیکن اب اس کی جگہ تیز رفتار سواریوں نے لے لیا ہے، گھنٹوں کا سفر اب لوگ منٹوں میں طے کرنے لگے ہیں؛ لیکن ان تیز رفتار سواریوں کی وجہ سے بسا اوقات وہ پریشانیاں اٹھانی پڑ جاتی ہیں، جو بیل گاڑیوں سے نہیں اٹھانی پڑتی تھیں۔

انسانی سہولتوں کے وسائل جیسے جیسے سامنے آتے گئے، علماء اُمت نے اسلامی نقطۂ نظر سے اس پر روشنی ڈالنے کی بھی کوششیں کیں، چنانچہ آج کل تیز رفتار سواریوں کی وجہ سے، جو متعدد اور اندوہناک حادثات پیش آرہے ہیں، ان سے متعلق احکام پر یہاں روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ٹریفک نظام کی ضرورت

انسان کی پوری زندگی کسی نہ کسی قانون سے مربوط ہے، یہ قانون انسان کو صحیح راستہ سے سہولت کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچانے میں ممد ومعاون ہوتا ہے،

اگر قانون اور قانون کی پاسداری نہ ہوتو انسان اور جانوروں میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہے گا۔

قوانین شریعت میں بعض اُمور ایسے ہیں، جن سے صراحتاً روکا گیا ہے اور بعض ایسے ہیں، جن کو کرنے کا صراحتاً حکم دیا گیا ہے، ان مامور بہ اور منہی عنہ احکام پر تو بعینہٖ عمل کرنا ضروری ہے؛ لیکن بعض اُمور ایسے بھی جن سے نہ تو روکا گیا ہے اور نہ جن کو کرنے کا حکم دیا گیا ہے؛ بلکہ ان سے ایسی مصلحت متعلق ہے کہ صراحتاً ان کے معتبر ہونے کا ذکر شریعت میں ملتا ہے اور نہ نامعتبر ہونے کا، ان چیزوں کے بارے میں حکومت کو حق ہے کہ عام لوگوں کے مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی انتظامی قانون بنائے۔

ٹریفک نظام کا تعلق ایسے ہی اُمور سے ہے، جس سے عوام الناس کے مفادات متعلق ہیں، اس سے لوگوں کی جان و مال کی حفاظت مقصود ہے، اگر یہ نظام نہ ہوتو راستہ چلنا ہمارے لئے دوبھر ہوجائے گا، چوں کہ ہر انسان کی طبعی خواہش جلد سے جلد اپنی منزل تک پہنچ جانے کی ہوتی ہے، اب اگر کسی چوراستہ پر ہر انسان اپنی اس خواہش کو عملی جامہ پہنانا شروع کردے تو منزل تک پہنچنے کے بجائے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوکر اسپتال جا پہنچے گا، مال کا نقصان تو ہوگا ہی، جان کے بھی لالے پڑیں گے، انھیں نقصانات سے بچانے کے لئے حکومت نے ٹریفک نظام بنایا ہے، جو گویا آج ایک ایسی ضرورت بن چکی ہے، جس پر لوگوں کی موت وزیست کا دارو

مدار ہے، عالم اسلام کے ممتاز فقیہ ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں :

قد اصبح وضع هذا النظام ضرورة تقوم عليها حياة الناس بحيث تختل أمور حياتهم وتضطرب باختلاله ، والذى يضع هذا النظم هو الحاكم رعاية لمصالح الأمة وتدبيراً لشئونها ...... وأساس ذلک مراعاة المصلحة لهم جلبا للمنفعة ودفعا للمضرة والمصلحة . (۱)

ٹریفک نظام ایک ایسی ضرورت ہے، جس پر لوگوں کی زندگی کا مدار ہے، اس کے درہم برہم ہونے سے لوگوں کی زندگیاں متاثر ہوجاتی ہیں ، اس طرح کے نظام مفادات عام کو دیکھتے ہوئے حاکم (حکومت) بناتے ہیں ......اور اس قانون کی بنیاد جلب منفعت (لوگوں کو نفع پہنچانا) اور دفع مضرت (نقصان سے بچانا) ہے۔

ٹریفک نظام کی پاسداری

جان و مال کی حفاظت شریعت کے بنیادی اور اہم مقاصد میں سے ہے ، (دیکھئے : الموافقات :۲۹/۳) ٹریفک کا نظام بھی انھیں دونوں مقاصد کو سامنے رکھ کر بنایا گیا ہے، شرعی نقطۂ نظر سے اس قانون کی رعایت کہاں تک لازم ہے؟ یہ بیان کرنے سے

(۱) الفقه الإسلامی وأدلته:۶/ ۷۱۱-۷۱۰

پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ٹریفک کے کچھ بنیادی قوانین پر روشنی ڈالی جائے۔

تیز رفتاری پر کنٹرول

یہ تو حقیقت ہے کہ تیز رفتاری کو کسی ایک نقطہ پر محدود نہیں کیا جاسکتا ہے؛ بلکہ سڑک کی گنجائش، وسعت، پختگی و ناپختگی اور ہجوم کی رعایت کرتے ہوئے تیز رفتاری میں کمی یا اضافہ کیا جاتا ہے، تاہم بعض جلد باز، بے شعور اور خاص طور پر نوجوان تیز رفتاری کے ساتھ گاڑی چلانا اپنے لئے باعثِ افتخار سمجھ بیٹھتے ہیں، جس کے نتیجہ میں گاڑی کنٹرول سے باہر ہوجاتی ہے اور پھر حادثہ وجود میں آتا ہے۔

تیز رفتاری پر کنٹرول کے لئے حکومت نے کئی اقدامات کئے ہیں اور کررہی ہے، جگہ جگہ رفتار محدود (Speed Limit) کے بورڈ لگائے گئے ہیں، چوراستوں پر ٹریفک پولیس کھڑی کی گئی ہے؛ تاکہ وہ ایسے لوگوں کو روک کر کچھ ہدایات دے اور جرمانہ لے؛ لیکن بسا اوقات پولیس والوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر لوگ فرار ہوجاتے ہیں، اس لئے اب حکومت مختلف جگہوں پر کیمرے نصب کررہی ہے، جس میں ڈرائیور کے ساتھ ساتھ، گاڑی کی تصویر اور نمبر محفوظ ہوجاتا ہے، پھر دو چار دن کے اندر چالان کی رسید گھر پہنچتی ہے، اگر وقت مقررہ پر جرمانہ ادا نہ کیا جائے تو پھر خود پولیس والے گھر آکر گاڑی ضبط کرلیتے ہیں۔

ہیلمیٹ کا لزوم

ہونے والی چیز تو ہوکر رہتی ہے؛ لیکن احتیاطی تدابیر کرلینے کی کوئی ممانعت

نہیں ہے ، انھیں احتیاطی تدابیر کے ضمن میں ہیلمیٹ کا لزوم بھی ہے ، دماغ اعضائے رئیسہ میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہڈیوں سے بنا ایک محفوظ خانہ میں اسے چھپا رکھا ہے، خاص طور پر موٹر سائیکل سوار جب کسی حادثہ کا شکار ہوتا ہے، تو سر کے بل ہی اکثر و بیشتر گرتا ہے، سر میں چوٹ آجانے کے بعد انسان کا بچنا ذرا دشوار ہوتا ہے، اسی سے بچانے کے لئے ہیلمیٹ کو لازم کیا گیا ہے۔

حکومت نے خود بھی اس کو نافذ کرنے کے لئے کئی طریقے اپنائے ہیں، جگہ جگہ بورڈ نصب ہے جن پر (Save Life) ''زندگی بچاؤ'' اور (Where Halmat) ''ہیلمیٹ کہاں ہے''؟ لکھا ہوتا ہے، مختلف چوراستوں پر ٹریفک پولیس بھی کھڑی رہتی ہے، ہیلمیٹ نہ پہننے والوں پر ڈنڈے بھی برساتی ہے اور پکڑے جانے پر چالان بھی کاٹتی ہے، کیمرے نصب کرنے کی ایک وجہ ہیلمیٹ نہ پہننے والوں کی بھی تنبیہ ہے۔

بیلٹ کا لزوم

(Four Wheeler) چار پہیوں والی گاڑیوں کے ڈرائیوروں کے لئے بیلٹ کو لازم قرار دیا گیا ہے، بیلٹ لگانے سے جسم بالکل سیدھا رہتا ہے اور اچانک بریک لگنے کی وجہ سے سر اور دل کا حصہ چوٹ پڑنے سے محفوظ رہتا ہے۔

نشہ کی حالت میں گاڑی چلانے کی ممانعت

نشہ کو اُم الخبائث (Root of the Evils) کہا جاتا ہے، نشہ کر لینے کے

بعد انسان اپنے آپ کو ''شہنشاہِ عالم'' تصور کرنے لگتا ہے اور اسی جھونک میں وہ سب کر گذرتا ہے، جو ایک انسان کو نہیں کرنا چاہئے ، اکثر لوگ تو ایسا نہیں کرتے ؛ لیکن مہذب دنیا کی تقلید کرنے والے وہ حضرات جو بار (Bar) اور نائٹ کلبوں میں اپنی شامیں رنگین کرتے ہیں، آدھی سے زیادہ رات گنوا دینے کے بعد کبھی کبھی نشہ کی حالت میں گاڑی چلانے لگتے ہیں اور سڑک حادثہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اس پر روک لگانے کے لئے حکومت نے بڑے بڑے بورڈ پر ''پی کر گاڑی چلانا جانی کرک ہے'' کے الفاظ لکھوا رکھے ہیں ؛ لیکن رات کے اس پہر چوں کہ پولیس والے بھی خواب خرگوش میں ہوتے ہیں ، اس لئے ان کے ساتھ خاطر خواہ کاروائی نہیں ہو پاتی ، اس طرف بھی حکومت کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

راستہ کا ضابطہ

حکومت نے ٹریفک حادثات سے بچانے کے لئے راستہ چلنے کا بھی ایک ضابطہ مقرر کیا ہے کہ بائیں جانب سے جائیں اور دائیں جانب سے آئیں ، بعض راستوں کو ٹریفک کی وجہ سے (oneway) بھی کیا گیا ہے، یعنی اس راستہ سے یا تو آسکتے ہیں یا جا سکتے ہیں، آنا اور جانا دونوں کام ایک ساتھ نہیں ہوسکتا۔

لائٹوں کے اشارات

اژدحام کو قابو میں کرنے کے لئے حکومت نے لائٹوں کے ذریعہ ایک ایسا نظام بنایا ہے، جس کو دیکھ کر لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ کب راستہ سے آگے بڑھنا ہے اور

کب رُک جانا ہے؟ ہری بتی (Green Light) آگے جانے کا اشارہ کرتی ہے، جب کہ لال بتی (Red Light) رُک جانے کا اشارہ کرتی ہے، لائٹوں کے اشارات ہی دراصل پورے اژدحام کو کنٹرول کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

گاڑی چلاتے ہوئے موبائل پر باتیں نہ کرنا

یہ تو حقیقت ہے ک موبائل آج کی ضروریاتِ زندگی میں داخل ہو چکا ہے، اس کے بغیر ہر آدمی اپنے آپ کو ادھورا محسوس کرتا ہے، موبائل پر باتیں کرتے ہوئے ذہن بٹ جاتا ہے، جس سے حادثہ پیش آتا ہے، حکومت نے احتیاطی تدابیر کے طور پر گاڑی چلاتے ہوئے موبائل پر بات کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے، چنانچہ اس کے لئے بھی حکومت نے (Avide Sell Phone Drivimg Prevent) کے بورڈ نصب کرار کھے ہیں۔

ٹریفک نظام کے یہ وہ بنیادی اور اہم قوانین ہیں، جو مفاد عامہ کے لئے بنائے گئے ہیں، ان قوانین کے ذریعہ جان کی بھی حفاظت ہوتی ہے اور مال کی بھی، اب شرعی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے کہ کہاں تک ان پر عمل کرنا ضروری ہے؟

اس سلسلہ میں سب پہلی بات یہ ہے کہ ٹریفک نظام کسی فرد کا بنایا ہوا قانون نہیں ہے اور نہ ہی کسی شخصی مفاد کے لئے اسے بنایا گیا ہے؛ بلکہ اس نظام کو حکومت بناتی ہے اور مفاد عامہ کو پیش نظر رکھ کر بناتی ہے اور صراحتاً ان کے معتبر ہونے کا ذکر شریعت میں ملتا ہے اور نہ نامعتبر ہونے کا؛ بلکہ یہ ان اُمور میں سے ہے، جن میں

حکومت کوحق ہے کہ وہ مفادعامہ کودیکھتے ہوئے قانون بنائے ،اسی کو" مصالحہ مرسلہ "سے تعبیر کیا جاتا ہےاور مصالح مرسلہ کے بارے میں جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ حجت شرعیہ ہے،شیخ عبدالوہاب خلاف لکھتے ہیں :

ذهب جمهور علماء المسلمين إلى أن المصلحة المرسلة حجة شرعية يبنى عليها تشريع الأحكام (۱).

جمہور علماء مسلمین کے نزدیک مصلحت مرسلہ حجت شرعیہ ہے،اس پرتشریعی احکام کی بنیادرکھی جاتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ چوں کہ یہ قانون حکومت بناتی ہےاورہمیں حاکموں کی اطاعت کاحکم دیا گیا ہے،اس لئے قانون کی پاسداری بھی لازم ہے،اللہ تعالیٰ کاارشادہے :

يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولى الأمر منكم .(۲)

اے ایمان والو ! اللہ کی ، اس کے رسول کی اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔

مفسرین نے اولی الامر سے مراد امراء اور علماء کولیا ہے، چنانچہ ابن عربی

(۱) علم أصول الفقه:۸۵(ط:دارالقلم،کویت) (۲) النساء:۵۹

فرماتے ہیں :

والصحیح عندی أنهم — أی أولی الأمر — الأمراء والعلماء . (۱)

میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اولی الامر سے مراد امراء اور علماء ہیں۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

إسمعوا وأطیعوا ، وإن استعمل علیکم عبد حبشی کأن رأسه زبیبة . (۲)

سنو اور اطاعت کرو، اگر چہ کہ تم پر کسی ایسے حبشی غلام کو امیر بنایا جائے، جس کا سر چھوٹا ہو۔

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر کی حکم عدول کو اپنی حکم عدولی قرار دیتے ہوئے فرمایا :

من اطاعنی فقد اطاع الله ، ومن عصانی فقد عصی الله ومن اطاع أمیری فقد اطاعنی ، ومن عصی أمیری فقد

---

(۱) أحکام القرآن لابن عربی:۱/۴۵۱،أحکام القرآن للجصاص:۲/۲۶۴،تفسیر ابن کثیر:۱/۶۳۳

(۲) بخاری : کتاب الأحکام ، باب السمع و الطاعة للإمام،حدیث نمبر:۷۱۴۲

عصانی . (۱)

جس نے میری اطاعت کی،اس نے اللہ کی اطاعت کی،
جس نے میری نافرمانی کی،اس نے اللہ کی نافرمانی کی،
جس نے میرے امیر کی اطاعت کی ، اس نے میری
اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی ، اس نے
میری نافرمانی کی۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ امیر کی اطاعت واجب ہے اور چوں کہ حکومت بھی امیر کے درجہ میں ہے ، اس لئے اس کے بنائے ہوئے قانون کی رعایت بھی واجب ہے،ٹریفک نظام کے شرعی حکم کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں :

ولا شک أن التقييد بنظام المرور داخل فی
وجوب الطاعة ، لأنه لم يوضع إلا لمصلحة
الفرد والمجتمع ، وحفاظا على أرواح الناس
وأموالهم ، فهو لازم التنفيذ من الرعية . (۲)

اس میں شک نہیں کہ ٹریفک نظام کی پابندی وجوب

---

(۱) بخاری : كتاب الأحكام،حدیث نمبر:۷۱۳۷،مسلم : كتاب الإمارة ، باب وجوب طاعة الأمراء فی غير معصية،حدیث نمبر:۴۷۴۹

(۲) الفقه الإسلامی وأدلته:۶/۴۰۷

طاعت میں داخل ہے ؛ کیوں کہ یہ فرد و معاشرہ کی
مصلحت اورلوگوں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے
ہی بنایا گیا ہے، چنانچہ عوام کی طرف سے اس قانون کا
نفاذ لازم وضروری ہے۔

اسی طرح شیخ ابن عثیمینؒ سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے
جواب دیا :

بالنسبة تقطع الإشارة لا تجوز ، لأن الله تعالیٰ
قال: يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا
الرسول وأولی الأمر منكم ، (نساء:۵۹) وولاة
الأمر إذا وضعوا علامات تقول للإنسان : قف ، و
علامات تقول للإنسان : سر، فهذه الإشارة
بمنزلة القول ، وكأن ولی الأمر يقول : قف أو
يقول : سر وولی الأمر واجب الطاعة . (۱)

اشارہ کی خلاف ورزی کرنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! اللہ کی، اس کے رسول
کی اور اولی الامر کی اطاعت کرو اور حاکم نے جب
ایسے اشارات وضع کردیئے، جو انسان کو رکنے اور چلنے

---

(۱) فتاویٰ وتوجیهات فی الإجازة والرحلات ، للشیخ ابن عثیمین:۸۰

کا اشارہ دیتے ہیں، تو گویا یہ اشارات حاکم کے قول
کے درجہ میں ہیں، یعنی حاکم خود رکنے اور چلنے کو کہہ رہا
ہے اور حاکم کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

اس سلسلہ میں جدہ فقہ اکیڈمی منعقدہ: ۱-۷/محرم الحرام ۱۴۱۴ھ برونائی کا فیصلہ درج ذیل ہے :

إن الإلتزامات بتلك الأنظمة التی لا تخالف أحكام الشريعة الإسلامية واجب شرعاً ، لأنه من طاعة ولی الأمر فيما ينظمه من إجراء ات بناء علی دليل المصالح المرسلة . (۱)

وہ انتظامی اُمور، جو شریعتِ اسلامی کے مخالف نہیں ہیں
، شرعی نقطۂ نظر سے ان کی پابندی ضروری ہے ؛
کیوں کہ یہ امیر کی ان احکامات میں فرماں برداری ہے
، جو مصالح مرسلہ کی بنیاد پر وہ نافذ کرتا ہے۔

ان نکات سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہوگی کہ ٹریفک نظام لوگوں کی جان ومال کی حفاظت کی غرض سے بنایا گیا ہے اور یہ شریعت کے مقاصد سے بالکل ہم آہنگ ہے؛ اس لئے اس کی پاسداری لازم اور ضروری ہے۔

---

(۱) قرارات وتوصیات ، لمجمع الفقه الإسلامی ، جده ، للدورات :۱-۱۰، ص:۱۶۳

خلاف ورزی کرنے والے کی سزا

انسانی فطرت کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ اسے جس چیز سے روکا جائے، اس کو کرنے کا جذبہ دو چند ہوجاتا ہے، حکومت نے سڑک حادثات سے بچانے کے لئے مختلف قسم کے قوانین وضع کئے ہیں؛ لیکن ہم اس کی خلاف ورزی کرکے خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مارتے ہیں، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة'' (البقرة: ۱۹۵) اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو؛ لیکن ہم ٹریفک نظام کی خلاف ورزی کرکے کبھی ہاتھ پیر تڑوا بیٹھتے ہیں اور کبھی جان تک بھی گنوادیتے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ کیا ٹریفک نظام کی خلاف ورزی کرنے والے کے لئے کوئی سزا ہے؟ اور اگر حکومت نے کوئی سزا تجویز کی ہے تو کیا وہ شریعت اسلامی کے موافق ہے؟

پچھلی دہائیوں میں ٹریفک نظام کی نہ تو ضرورت تھی اور نہ ہی اس کو وہ اہمیت حاصل تھی، جو آج ہے، اس لئے ٹریفک نظام کے سلسلہ میں صراحت کے ساتھ بہت کچھ نہیں ملتا، تاہم اتنی بات ضرور ملتی ہے کہ اگر حکومت کوئی قانون وضع کرے اور وہ شریعتِ اسلامی کے مخالف نہ ہو تو اس کی خلاف ورزی جائز نہیں ہے اور اگر خلاف ورزی کی گئی تو حکومت مصلحت کو دیکھتے ہوئے کوئی سزا تجویز کرسکتی ہے، اسی کو فقہ کی کتابوں میں ''تعزیر'' سے تعبیر کیا گیا ہے، ''تعزیر'' ایسی سزا کو کہتے ہیں، جو ان جرائم پر روک لگانے کے لئے حکومت متعین کرتی ہے، جن کے لئے شریعت

میں نہ کفارہ ہے اور نہ ہی حد۔

ألتعزير هو عقوبة غير مقدرة شرعاً ، تجب في كل معصية ليس فيها حد ولا كفارة . (۱)

تعزیر شریعت کی طرف سے غیر متعینہ سزا ہے، جو ایسی برائیوں کے لئے ہوتی ہے، جس میں حد اور کفارہ نہ ہو۔

اب ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ تعزیر کے طور پر کس طرح کی سزائیں دی جاسکتی ہیں؟ اس سلسلہ میں اصل تو یہی ہے کہ حاکم وقت حالات کو دیکھتے ہوئے، جس طرح کی سزا مناسب سمجھے تجویز کرلے۔

والتعزير لا يختص بالسوط واليد والحبس ، وإنما ذلك موكول إلى إجتهاد الحاكم . (۲)

تعزیر کوڑے، ہاتھ سے مارنا اور قید کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے؛ بلکہ یہ حاکم کے اجتہاد پر موقوف ہے۔

چنانچہ حاکم مار بھی سکتا ہے، کوڑے بھی لگوا سکتا ہے، قید بھی کرسکتا ہے اور

(۱) المبسوط للسرخسی:۹/۴۵، ط : دار احیاء التراث العربی ، بیروت ، القلیوبی علی شرح المنهاج:۴/۳۰۵،العقوبة ، لأبی زهره:۵۷،إعلام الموقعین:۲/۱۱۸، ط : دار الجیل ، بیروت ، زاد المحتاج بشرح المنهاج :۴/۲۶۵، ط : المکتبة العصرية ، بیروت ۔

(۲) تبصرة الحکام:۲/۲۰۱

صرف ڈانٹ ڈپٹ کر چھوڑ بھی سکتا ہے، یعنی جیسی مصلحت دیکھے، ویسی ہی کاروائی کرے:

والتعزیر یکون بالضرب والحبس والتوبیخ . (۱)

اسی ضمن میں گاڑی ضبط کر لینا اور لائسنس منسوخ کر دینا بھی آتا ہے، تاہم آج کل ایک اور سزا حکومت کی طرف سے ہوتی ہے، یعنی چالانات کاٹنا، اس کی ایک مقدار متعین ہوتی ہے، مثلاً ہیلمیٹ نہ پہننے پر سو روپے، اب سوال یہ ہے کہ کیا چالانات کاٹنا شرعی نقطۂ نظر سے درست ہے؟ آیئے اس سلسلہ میں ائمہ اربعہ کے نقاط نظر معلوم کرتے چلیں۔

مالکیہ کی رائے :

مالی تعزیر کے سلسلہ میں امام مالکؒ کا اصل مذہب یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے، علامہ صاوی مالکیؒ لکھتے ہیں :

و أما التعزير بأخذ المال ، فلا يجوز إجماعاً. (۲)

تعزیر مالی کا لینا بالاجماع ناجائز ہے۔

لیکن قضاء کے موضوع پر ممتاز مالکی مصنف علامہ ابن فرحون کی کتاب ’’تبصرۃ الحکام‘‘ میں تعزیر کا جواز نقل کیا گیا ہے :

(۱) المغنی لابن قدامه:۵۲۶/۱۲

(۲) بلغة السالك:۲۶۸/۴، نیز دیکھئے: حاشية الدسوقی:۳۷۰/۶، حاشية الصاوی علی الشرح الصغیر:۵۰۵/۴

والتعزير بالمال ، قال به المالكية . (۱)

مالکیہ تعزیر بالمال کے قائل ہیں۔

بعض لوگوں نے اسی قول کو مشہور قرار دیا ہے۔(۲)

شوافع کی رائے :

تعزیر بالمال کے سلسلہ میں امام شافعیؒ سے دو قول منقول ہیں ، ایک قول عدم جواز کا ہے اور یہ امام شافعیؒ کا قول جدید ہے ، دوسرا قول جواز کا ہے اور یہ ان کا قول قدیم ہے ، علامہ شبراملی لکھتے ہیں :

لا يجوز التعزير بأخذ المال فى مذهب الشافعى الجديد ، وفى المذهب القديم : يجوز . (۳)

امام شافعیؒ کے مسلک جدید کے مطابق تعزیر بالمال جائز نہیں ہے ، جب کہ ان کا قول قدیم جواز کا ہے۔

حنابلہ کی رائے :

امام احمد بن حنبلؒ کا مسلک تعزیر بالمال کے قطعی عدم جواز کا ہے ، علامہ ابن قدامہؒ تحریر فرماتے ہیں :

ولا يجوز قطع شئ منه ولا جرحه ، ولا أخذ ماله ،

---

(۱) تبصرة الحكام: ۲۰۳/۲ (ط: دار الکتب العلمیۃ ، بیروت ، نیز دیکھئے ، الحسبۃ: ۴۰)

(۲) دیکھئے: الموسوعة الفقهية: ۲۷۰/۱۲ ، لفظ: تعزیر ، نیز دیکھئے: فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۱۰/۲۸

(۳) حاشية الشبراملى على شرح المنهاج: ۱۷۴/۷ ، نیز دیکھئے: الحسبۃ: ۴۰

لأن الشــرع لـم يــرد بشـئ مـن ذلک عن أحد يـقتـدى بــه ، ولأن الـواجــب أدب ، والتـأديـب لايكون بالإتلاف . (۱)

تعزیر میں زخم لگانا یا کسی عضو کا کاٹنا جائز نہیں، اسی طرح مال لینا بھی جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ کسی ثقہ شخص سے ثابت نہیں ہے اور اس لئے بھی کہ واجب تادیب اور تنبیہ ہے اور اتلاف سے تادیب ممکن نہیں ہے۔

تاہم دبستانِ فقہ حنبلی کے دو مایۂ ناز فرد علامہ ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگرد رشید علامہ ابن قیم جوزیؒ نے پوری قوت سے اس کی مخالفت کی ہے اور ان لوگوں پر سخت تنقید کی ہے، جن لوگوں نے امام احمدؒ اور امام مالکؒ کی طرف تعزیر مالی کے عدم جواز کو نقل کیا ہے، علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :

ومـن قال : إن العقوبات المالية منسوخة ، وأطلق ذلک عـن أصـحـاب مالک وأحمد ، فقد غلط عـلـى مـذهبهـمـا ، ومن قال مطلقاً من أى مذهب كـان ، فقد قال قولاً بلا دليل ، ولم يجئ عن النبى صـلـى الله عـلـيـه وسـلـم شئ قط يقتضى أنه حرام جـمـيـع الـعـقـوبــات الـمـالية ؛ بل أخذ الخلفـاء

(۱) الـمغنی:۱۲/۵۲۶، نیز دیکھئے: الشـرح الـكبير مع المقنع :۲۶/۴۶۰، منتهى الإرادات للفتوحی :۵/۱۴۳، الروض المربع :۴۳۸، الإنـصاف مع المقنع :۲۶/۴۶۴، الـمعتمد فی فقه الإمام احمد :۲/۴۲۱

الراشدين وأكابر أصحابه بذلك بعد موته دليل على أن ذلك محكم غير منسوخ . (۱)

جن لوگوں نے یہ کہا کہ مالی سزائیں منسوخ ہیں اور مطلق اصحابِ مالک واحمد کی طرف اس کی نسبت کی ہے، ان لوگوں نے ان کے مذہب کی طرف غلط نسبت کی ہے اور جن لوگوں نے مطلقاً یہ بات کہہ دی کہ کسی بھی مذہب میں مالی سزا جائز نہیں ہے، ان لوگوں کی یہ بات بالکل بلا دلیل ہے؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات ثابت نہیں ہے ، جو اس بات کا تقاضہ کرتی ہو کہ تمام مالی سزائیں حرام ہیں ؛ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفاء راشدین اور اکابر صحابہ کا اس (مالی تعزیر) پر عمل رہا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ غیر منسوخ ہے۔

علامہ ابن قیمؒ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ جو لوگ تعزیر مالی کے نسخ اور عدم جواز کے قائل ہیں، دراصل ان کا مذہب کسی یقینی دلیل کی بنیاد پر نہیں؛ بلکہ قبول اور رد کے اندازہ پر قائم ہے :

المدعون للنسخ ليس معهم كتاب ولا سنة ، ولا

---

(۱) فتاویٰ ابن تیمیه : ۱۱۱/۲۸

إجـمـا ع يـصـح دعـواهم ، إلا أن يقول أحدهم ، مـذهب أصحابنا عدم جوازها ، فمذهب أصحابه عيار على القبول والرد . (۱)

جولوگ نسخ کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کے ساتھ نہ کتاب ہے، نہ ہی سنت اور نہ اجماع سے ہی ان کے دعویٰ کی تائید ہوتی ہے، پھر بھی ان میں سے ہر ایک یہی کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب عدم جواز کا ہے، چنانچہ ان کے اصحاب کا مذہب قبول ورد کے اندازہ پر قائم ہے۔

حنفیہ کی رائے :

تعزیر مالی کے سلسلہ میں احناف کا راجح مسلک عدم جواز ہی کا ہے، علامہ شامیؒ لکھتے ہیں :

والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال . (۲)

حاصل یہ ہے کہ صحیح مذہب تعزیر میں مال کا نہ لینا ہے۔

لیکن علامہ ابن ہمامؒ نے نقل کیا ہے کہ امام ابو یوسفؒ تعزیر مالی کے جواز کے قائل تھے۔

---

(۱) جامع الفقه لإبن القيم:۶/۵۰-۵۴۹،ترتیب، یسریٰ السید محمد (ط: دارالصفاء، بیروت)

(۲) ردالمحتار : ۶/۱۰۶ ، نیز دیکھئے : البحر الرائق : ۵/۶۸

وعن أبي يوسف : يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال . (۱)

امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ سلطان کے لئے تعزیراً مال کا لینا جائز اور درست ہے۔

لیکن امام ابو یوسفؒ کے اس قول کا مطلب یہ لیا گیا ہے کہ بطور زجر کے ایک مدت تک حاکم اسکے مال کو اپنے پاس رکھے گا، پھر واپس کردے گا :

أن معنى التعزير بأخذ المال ، إمساك شئ من ماله عنه مدة لينزجر ، ثم يعيده الحاكم إليه . (۲)

تعزیراً مال لینے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے مال لے کر زجراً کچھ دن اپنے پاس رکھے ، پھر حاکم اسے لوٹا دے۔

صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ نے امام ابو یوسفؒ کے قول جواز اور طرفین کے قول عدم جواز کے درمیان یوں تطبیق دی ہے کہ اگر قاضی یا والی مناسب سمجھے تو تعزیراً مال لینا جائز ہے :

ألتعزير بأخذ المال ، إن برأى القاضى أو الوالى

---

(۱) فتح القدير :۱۱۲/۵، نیز دیکھئے: تاتار خانیه :۱۴۰۰/۵، البحر الرائق :۶۸/۵، بنایه شرح هدایه:۳۹۱/۶

(۲) البحر الرائق : ۶۸/۵ ، نیز دیکھئے : بزازية مع الهندية : ۴۲۷/۶ ، ردالمحتار : ۱۰۶/۶

جاز . (۱)

تعزیراً مال کا لینا اس وقت جائز ہے، جب قاضی یا والی اس کو بہتر سمجھے۔

فقہ حنفی کے ممتاز فقیہ علی ابن خلیل طرابلسی نے امام ابو یوسفؒ کے قول کو ترجیح دی ہے اور ان لوگوں پر سخت تنقید کی ہے، جنھوں نے مالی سزا کو منسوخ مانا ہے :

یجوز التعزیر بأخذ المال ، وهو مذهب أبی یوسف ، وبه قال: مالک ، ومن قال: إن العقوبه المالیة منسوخة ، فقد غلط علی مذاهب الأئمة نقلاً واستدلالاً، ولیس بسهل دعوی نسخها. (۲)

مالی تعزیر کا جواز امام ابو یوسفؒ کا مسلک ہے اور اسی کے قائل امام مالکؒ بھی ہیں اور جن لوگوں نے مالی سزاؤں کے نسخ کا دعویٰ کیا ہے، ان لوگوں نے مذاہب ائمہ کی طرف روایت اور استدلال کے طور پر غلط نسبت کی ہے اور ان کے نسخ کا دعویٰ آسان نہیں ہے۔

مذکورہ بالا فقہی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ :

۱- امام ابوحنیفہؒ، امام محمدؒ، امام شافعیؒ (قول جدید کے مطابق) اور امام احمد

---

(۱) الفتاوی التاتار خانیه:۱۴۰/۵

(۲) معین الحکام:۹۵

بن حنبلؒ تعزیر مالی کے عدم جواز کے قائل ہیں، تاہم علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ ابن قیمؒ نے امام احمدؒ کے مسلک کے مطابق احادیث وآثار سے بہت ساری ایسی مثالوں کی تخریج کی ہے، جن سے تعزیر مالی کا جواز نکلتا ہے۔

۲- امام ابو یوسفؒ، امام شافعیؒ (قول قدیم کے مطابق) اور امام مالکؒ (مشہور قول کے مطابق) تعزیر مالی کے جواز کے قائل ہیں۔

اب غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ عدم جواز کے قائلین کے دلائل کیا ہیں؟

ان حضرات کی ایک دلیل یہ ہے کہ شریعت سے اس قسم کا ثبوت نہیں ملتا ہے، اس کا جواب علامہ ابن تیمیہؒ نے بہت ساری مثالوں کے ذریعہ ثابت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسی سزاؤں کا ثبوت ملتا ہے۔(۱)

ان حضرات کی دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر مال لینے کی اجازت دیدی جائے تو حکام من مانی کریں گے اور جس طرح چاہیں اور جتنا چاہیں گے مال وصول کریں گے، اس طرح حرام کمائی کا ایک راستہ نکل آئے گا، اس کا جواب عبد القادر عودہ نے اپنی کتاب ''ألتشریع الجنائی الإسلامی مقارناً بالقانون الوضعی ''میں دیا ہے، وہ لکھتے ہیں :

وفی عصرنا الحاضر حیث نظمت شئون الدولة وروقیت أموالها وحیث تقرر الھیئة التشریعیة الحد الأدنی والحد الأعلی للغرامة ، وحیث

---

(۱) دیکھئے : فتاویٰ ابن تیمیہؒ : ۲۸ / ۱۱۶ – ۱۱۰

ترک توقیع العقوبات للمحاکم ، لم یعد هنا محل للخوف من مصادرة أموال الناس بالباطل .(۱)

اور ہمارے زمانہ میں جب کہ حکومت کی تنظیم ہوچکی ہے اور مال کی نگرانی ہوتی ہے اور قانون نے جرمانہ کی زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم مقدار متعین کردی ہے اور جب کہ سزاؤں کا متعین کرنا کچہریوں کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے ، اب باطل طریقہ سے لوگوں کے مال کھانے کا خوف اور اندیشہ بالکل بے جا ہے۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ اب مالی جرمانہ کا گویا تعامل ہوگیا ہے، ہر جگہ کسی جرم کے بدلہ میں مالی سزا ہی دی جاتی ہے اور فقہ اسلامی کی رو سے تعامل پر عمل کرنا جائز ہوجاتا ہے۔

ایک بات یہ بھی کہ مالی جرمانہ ایک تعزیر ہے اور تعزیر کے سلسلہ میں حاکم کو اختیار ہوتا ہے کہ حالات کی مناسبت سے جو بہتر ہوسکتا ہے، وہ سزا منظور کی جائے، جس طرح زانی کی سزا کے متعلق ہے کہ حاکم اگر مناسب سمجھے تو جلاوطن کرسکتا ہے۔

---

(۱) ألتشریع الجنائی الإسلامی:۱/۶۱۰

اس پہلو سے بھی غور کرنا چاہئے کہ ہر زمانہ میں ایک ہی تعزیر ممکن نہیں ہے؛ بلکہ ہر شہر میں ممکن نہیں ہے، لہٰذا زمانہ اور شہر کے اعتبار سے بھی تعزیر میں فرق ہوتا ہے :

قال القرافی : إن التعزیر یختلف بإختلاف الأمصار والأمصار ، فرب تعزیر فی بلاد یکون إکراما فی بلد أخر کقلع الطیلسان بمصر تعزیر وفی الشام إکرام . (۱)

قرافی نے کہا کہ تعزیر زمانہ اور شہر کے بدلنے سے بدلتا ہے، چنانچہ ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک شہر میں جس کو تعزیر سمجھا جاتا ہو، دوسرے شہر میں اسی کو عزت سمجھا جاتا ہو، جیسا کہ چادر اتارنا مصر میں تعزیر شمار ہوتا ہے، جب کہ شام میں عزت تصور کیا جاتا ہے۔

بہر حال! ان وجوہ کی بناء پر موجودہ حالات میں تعزیر مالی کے جواز میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی ہے، اس لئے اسے جائز ہونا چاہئے۔

برصغیر کے ممتاز فقیہ علامہ عبدالحئی لکھنویؒ کی بھی رائے یہی تھی کہ ''تنبیہ کے لئے جرمانہ لینا جائز ہے''، (۲) تنبیہ کے لئے مالی جرمانہ لینے کے جواز پر امارت

---

(۱) ألفروق:۴/۱۸۳،الفرق السادس والأربعون والمائتان

(۲) دیکھئے: مجموعۃ الفتاویٰ (مترجم، کتاب القضا، استفتاء نمبر:۲) ۳/۵۳

شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ کا بھی فتویٰ ہے۔(۱)

مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا مجیب اللہ ندویؒ اور استاذ گرامی قدر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی حفظہ اللہ ورعاہ بھی تعزیر مالی کے جواز کے قائل ہیں، استاذ محترم تحریر فرماتے ہیں :

> اس وقت اسلام کے قانونی حدود وتعزیرات کے فقدان کی وجہ سے بہت سے مسائل، جو سماجی طور پر حل کئے جاتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی وحدتیں بعض منکرات کا مقابلہ کررہی ہیں، ان کے لئے اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں کہ مالی جرمانوں کے ذریعہ وہ ان جرائم کی روک تھام کی سعی کریں، یوں بھی عملاً اس زمانہ میں مالی تعزیر کی بڑی کثرت ہوگئی ہے اور ریلوے، ٹریفک، بس وغیرہ میں کثرت سے اس کا تعامل ہے؛ اس لئے راقم الحروف کا رجحان ہے کہ اس کی اجازت ہونی چاہئے۔(۲)

---

(۱) دیکھئے: فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۵۷/۱، ۲۹۰

(۲) قاموس الفقه: ۴۷۹/۲، لفظ : تعزیر، نیز تفصیل کے لئے دیکھئے: جدید فقہی مسائل: ۲۴۴/۳-۲۴۹، اسلامی فقه: ۲۸۱/۳، اعلاء السنن: ۶۸۸/۱۱

سڑک حادثہ اور تاوان

شریعت اسلامی میں جان و مال کی حفاظت کی بڑی اہمیت ہے، قانونِ اسلامی میں حدود وقصاص کا باب خاص اسی مقصد کے لئے ہی رکھا گیا ہے کہ اگر کوئی ناحق کسی کی جان لے لے تو قصاصاً اسے بھی قتل کیا جائے گا، الا یہ کہ مقتول کے وارثین صلح پر راضی ہوجائیں، حجۃ الوداع کے موقع سے اسی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

إن دماء كم وأموالكم حرام عليكم كحرمة يومكم هذا . (۱)

تمہارا خون اور تمہارا مال اسی طرح محترم ہے، جس طرح آج کا دن۔

آج کل جس کثرت سے سڑک حادثات رونما ہورہے ہیں، شاید اس سے پہلے کبھی ہوتے رہے ہوں، اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا ان حادثات پر کچھ تاوان بھی ہے؟

دراصل سڑک پر ہونے والے حادثات کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں اور ہر

(۱) بخاری : كتاب الحج ، باب الخطبة أيام منىٰ ،حدیث نمبر:۱۶۵۴،مسلم : كتاب الحج ، باب حجة النبیؐ ،حدیث نمبر:۲۹۴۱،ابوداؤد : كتاب الحج ،حدیث نمبر:۱۹۰۵،ابن ماجه،حدیث نمبر:۳۰۷۴

صورت کا حکم بھی مختلف ہوگا، یہاں کچھ صورتیں اور ان کے احکام درج کئے جاتے ہیں :

۱- گاڑی چلانے والا ٹریفک قوانین کی پوری رعایت کرتے ہوئے گاڑی چلا رہا تھا کہ اچانک ایک شخص سامنے آگیا اور ڈرائیور کو اتنا بھی موقع نہیں مل سکا کہ بریک لگائے، کیا اس صورت میں ڈرائیور پر تاوان ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ چوں کہ یہ صورت ایسی ہے، جس میں ڈرائیور کی طرف سے قصور نہیں پایا جارہا ہے؛ بلکہ یہ ڈرائیور کے بس سے باہر کی چیز ہے اور اُصول فقہ کا ایک قاعدہ ہے''مالا یمکن الإحتراز عنه ، لاضمان فيه '' کہ جس چیز سے بچنا ممکن نہیں، اس پر ضمان نہیں ہوگا؛ اس لئے ایسی صورت میں ڈرائیور پر ضمان نہیں ہوگا، ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں :

لو نفرت الدابة أو إنفلتت من حارسها ، فما أصابت في فورها ، فلا ضمان عليه . (۱)

اگر جانور بدک جائے یا اپنے سائس سے چھوٹ جائے، پھر فوری طور پر کچھ نقصان کردے تو اس پر ضمان نہیں ہوگا۔

یہی حکم اس صورت میں بھی ہوگا، جب کہ معتدل رفتار سے گاڑی چل رہی ہو اور اچانک پنکچر ہوجائے اور اس سے جانی یا مالی نقصان پہنچے؛ کیوں کہ گرچہ اس کا

---

(۱) الفقه الاسلامی وأدلته:۶/۳۷۳

ڈرائیور متسبب (بالواسطہ سبب) ہے؛ لیکن قاعدہ یہ ہے کہ متسبب پر اس وقت ضمان ہوتا ہے، جب کہ تعدی (زیادتی) اس کی طرف سے پائی جائے، ''ألمتسبب لا یضمن إلا بالتعدی ''(۱) اور یہاں ڈرائیور کی طرف سے تعدی نہیں پائی گئی ہے؛ اس لئے اس پر ضمان نہیں ہوگا۔

۲- ٹریفک کی خلاف ورزی کرتے ہوئے، لال بتی کے اشارہ کو توڑ کر گاڑی آگے بڑھانے کی کوشش میں اگر کسی شخص کو ہلاک کردے یا کسی گاڑی سے ٹکرادے تو وہ نقصان کا ضامن ہوگا؛ کیوں کہ نقصان پہنچانے والا ''مباشر'' ہے اور قاعدہ ''ألمباشر ضامن ، وإن لم یکن متعدیاً ''(۲) مباشر یعنی براہ راست نقصان پہنچانے والا ضامن ہوگا، اگر چہ کہ اس نے تعدی نہ کی ہو، چنانچہ ''مباشر'' ہونے کی وجہ سے ڈرائیور ضامن ہوگا؛ لیکن چوں کہ کسی کو مارنے کی نیت نہیں تھی؛ اس لئے یہ صورت قتل عمد میں داخل نہیں ہوگی اور قصاص کا موجب قرار نہیں پائے گا ؛ البتہ یہ شکل قتل خطاء کی ہے؛ اس لئے اس پر دو طرح کی سزائیں لازم ہوں گی: ایک حقیقی (اصلی) دوسری: ضمنی (تبعی)۔

حقیقی سزا

اس کے تحت دو سزائیں آتی ہیں :

(الف) دیت: اور یہ اس کے عاقلہ (قریبی رشتہ دار یا ہم پیشہ افراد) پر

---

(۱) مجمع الضمانات:۱۶۵ (۲) مجمع الضمانات:۱۶۵

ہوگی،اس پر فقہاء کا اجماع ہے۔(۱)

(ب) کفارہ: یہ خود ڈرائیور کے مال میں لازم ہوگا؛ کیوں کہ کفارہ ہوتا ہی اس لئے ہے کہ مرتکب کا گناہ ختم ہوجائے یا اس میں کمی آجائے اور یہ چیز دوسرے کے عمل سے حاصل نہیں ہوسکتی،اس پر بھی اہل علم کا اتفاق ہے۔(۲)

ضمنی سزا

اس کے تحت بھی دوطرح کی سزائیں آتی ہیں :

(الف) وراثت سے محرومی: مارنے والا،مرنے والا کا وارث ہے تو وہ ایسی صورت میں وارثت سے محروم کردیا جائے گا؛ جمہور فقہاء کا یہی نقطۂ نظر ہے،(۳) البتہ مالکیہ اس بات کے قائل ہیں کہ قتل خطامیں قاتل وارث بھی ہوگا اور وصیت کا مستحق بھی قرار پائے گا،اگراس کے لئے وصیت کی گئی ہو۔(۴)

ان حضرات کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ’’لیس لقاتل میراث‘‘

---

(۱) دیکھئے:الإجماع ، لابن المنذر:۷۴،الإفصاح ، لابن هبيره:۱۷۵/۲

(۲) دیکھئے:درمختار:۵۷۴/۷،القوانين الفقهيه :۳۷۷،مغني المحتاج :۱۱۷/۴، المغنی:۲۲/۱۲

(۳) دیکھئے:بدائع الصنائع:۳۳۷/۷،روضة الطالبين:۳۱/۶،منار السبل:۳۱/۲

(۴) دیکھئے:الشرح الكبير بحاشية الدسوقي :۴۹۰/۶،۵۸۸،حاشية العدوى على شرح الرسالة:۳۵۶/۲

ہے۔(۱)

دوسری بات یہ بھی ہے کہ آج کل پراپرٹی حاصل کرنے کے لئے بسااوقات وارثین جلد بازی سے بھی کام لینے کی کوشش کرتے ہیں، چنانچہ اگر وراثت سے محروم نہ کیا جائے تو اس طرح کے حادثات کی حوصلہ افزائی ہوگی، اور خدا ناترس لوگ اپنے مورث کو کسی نہ کسی تدبیر سے دنیا سے رخصت کرنے کی کوشش کریں گے؛ اس لئے بھی ایسے لوگوں پر سزا لازم ہونی چاہئے۔

(ب) وصیت کا استحقاق: ایسے شخص کی وصیت کے استحقاق کے بارے میں فقہاء کی دو رائیں ہیں:

۱- ایسا شخص بھی —— اگر اس کے لئے وصیت کی گئی ہے —— تو وصیت کا مستحق قرار پائے گا، یہ رائے حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام شافعیؒ کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ وصیت ایک ایسی تملیک ہے، جو عقد کے ذریعہ منعقد ہوتی ہے؛ اس لئے یہ ہبہ کے مشابہ ہے اور جس طرح ہبہ کر دینے کے بعد لوٹایا نہیں جاسکتا، اسی طرح وصیت کر دینے کے بعد وصیت رد نہیں ہوگی، برخلاف وراثت کے، کہ اس کی تملیک عقد کے بغیر شرعی حکم کے ذریعہ لازم ہوتی ہے۔(۲)

۲- وراثت کی طرح وصیت سے بھی محروم کر دیا جائے گا، یہ رائے احناف اور حنابلہ کی ہے، ان حضرات کا کہنا ہے کہ خواہ قتل عمداً ہو یا خطاءً، بہر صورت وراثت

(۱) مسند احمد:۴۹/۱، ابن ماجه : كتاب الديات ، حدیث نمبر:۲۶۴۶

(۲) روضة الطالبين:۱۰۷/۶، حاشية العدوى على شرح الرسالة:۲۰۶/۲

اور وصیت دونوں سے محرومی ہوگی ، ورنہ لوگ اسی کی آڑ لے کر وراثت حاصل کرنے کے لئے قتل کا ارتکاب کرتے رہیں گے؛ البتہ قصاصاً کسی نے قتل کیا ہے تو ایسا قاتل نہ وراثت سے محروم ہوگا اور نہ ہی وصیت سے ۔(۱)

۳- راہ چلتے ہوئے درگاڑیاں آپس میں ٹکرا جائیں تو فقہاء کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ دونوں پر ضمان ہوگا :

إذا اصطدم فارسان فماتا ، فعلى عاقلة كل واحد منهما دية الآخر . (۲)

جب دوسوار آپس میں ٹکرا جائیں اور دونوں کی موت ہو جائے تو دونوں کے عاقلہ پر دیت ہوگی ۔

تاہم فقہاء کا اس بات پر اختلاف ہے کہ ضمان پورا ہوگا یا نصف؟ حنابلہ اور احناف کا مسلک تو یہی ہے کہ دونوں پر پورا ضمان ہوگا ۔(۳)

ان حضرات کی دلیل وہ روایت ہے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

أن رجلين صدم أحدهما صاحبه فضمن كل واحد منهما صاحبه يعني الدية . (۴)

(۱) الدر المختار:۶/۷۵۶،منار السبیل:۲/۳۹ (۲) هدایه:۴/۶۱۱

(۳) دیکھئے:تکمله البحر الرائق:۹/۱۳۴،الإختیار:۵/۴۹،المغنی:۱۲/۵۴۵،کشف القناع: ۶/۸،المبسوط:۲۶/۱۹۳

(۴) مصنف عبد الرزاق :۱۰/۵۴،حدیث نمبر:۱۳۲۸، نیز دیکھئے:مصنف ابن ابی شیبة : ۵/۴۲۳،حدیث نمبر:۲۷۶۲۳

جب کہ مالکیہ اور شوافع کی رائے یہ ہے ہر ایک نصف کا ضامن ہوگا اور نصف دیت عاقلہ (قریبی رشتہ دار یا ہم پیشہ افراد) پر ہوگی۔

إذا اصطدم راكبان أو راجلان فماتا ، وجب على عاقلة كل واحد منهما نصف دية الأخر ، ويسقط النصف ، وبه قال مالك وزفر . (۱)

دو سوار یا پیدل چلنے والے ٹکرا جائیں اور دونوں کی موت ہو جائے تو دونوں کے عاقلہ پر نصف دیت ہوگی اور نصف دیت ساقط ہوگی ، یہی امام مالک اور زفر کی بھی رائے ہے۔

یہ مسئلہ اس صورت میں ہے، جب کہ سڑک بغیر حد (Devider) کے ہو، عام طور پر جیسا کہ دیہاتوں کی سڑکیں ہوتی ہیں؛ لیکن شہروں کی سڑکیں اس سے مختلف ہوتی ہیں، درمیان میں حد فاصل ہوتی ہے، ایک طرف سے آنے کا اور دوسری طرف سے جانے کا نظام ہوتا ہے، یا پھر (Oneway) سڑکیں ہوتی ہیں، ایسی سڑکوں میں حادثہ کا ضمان اس شخص پر ہوگا، جو غلط سمت پر ہو، مثلاً آنے کا نظام بائیں سے ہے، اب اگر کوئی بائیں کے بجائے دائیں سے آئے یا ون وے سڑک میں الٹی سمت سے آئے تو ایسی صورت میں غلط سمت پر آنے والا ذمہ دار ہوگا۔

۴- اگر نابالغ باشعور بچہ گاڑی ڈرائیور کرتے ہوئے کسی کو نقصان

(۱) البیان:۱۱/۴۶۵، نیز دیکھئے:المجموع:۲۰/۳۴، المغنی:۱۲/۵۴۶ ۷

پہنچا دے تو اس کا حکم بالغ شخص کی طرح ہوگا، یعنی اسے ضامن قرار دیا جائے گا، ابن نجیم فرماتے ہیں :

الصبی المحجور علیه مؤاخذ بأفعاله ، فیضمن ما أتلفه من المال ، وإذا قتل ، فالدیه علی عاقلته . (۱)

صبی مجور (جس کو ابھی تصرفات کا اختیار احاصل نہ ہو) کے افعال قابل مؤاخذہ ہیں، چنانچہ اگر وہ مال ضائع کر دے تو وہ اس کا ضامن ہوگا اور اگر کسی کو قتل کر دے تو اس کی دیت اس کے عاقلہ پر ہوگی۔

علامہ عمرانی شافعیؒ لکھتے ہیں :

ثبت أن الصبی والمجنون إذا أتلفا علی غیرهما مالا وجب علیهما الضمان . (۲)

یہ بات ثابت شدہ ہے کہ بچہ اور مجنون دوسرے کے مال کو ضائع کر دیں تو ان پر ضمان ہوگا۔

۵- ٹریفک کھلنے کے انتظار میں چوراستہ پر کھڑا تھا کہ پیچھے سے کسی گاڑی

(۱) الأشباه والنظائر ، الفن الثانی اول کتاب الحجر:۳۰۱، نیز دیکھئے: درمختار: ۱۴۶/۶

(۲) البیان:۶/۲۳۳، نیز دیکھئے: المغنی:۶/۶۱۱، شرح منتهی الإرادات:۴/۱۷۰، الشرح الکبیر بحاشیة الدسوقی:۴/۴۸۰، القوانین الفقهیة لإبن الجزی:۳۶۱

والے نے آکر ٹکر ماردی تو تمام فقہاء کے نزدیک پیچھے کی گاڑی والا ضامن ہوگا۔

ومن قاد دابة فنخسها رجل ، فانفلتت من يد القائد فأصابت في فورها ، فهو على الناخس . (۱)

کوئی شخص جانور ہانک رہا تھا کہ کسی نے اس کو بدکا دیا، ہانکنے والے کے قابو سے نکل کر کسی کو نقصان پہنچا دے، تو اس نقصان کا ضمان ناخس پر ہوگا۔

یہی فتویٰ مکہ مکرمہ کے لجنة الائمة للبحوث العلمية والإفتاء نے بھی دیا ہے۔(۲)

اسی صورت میں پیچھے کی گاڑی کی ٹکر کی وجہ سے کئی گاڑیاں ٹکرا جائیں تو پہلی جس گاڑی نے ٹکر دی، اس کا ڈرائیور ضامن ہوگا۔

فإن تعدد الراكب ، فالضمان على المقدم . (۳)

اگر (ٹکرانے والے) سواروں کی تعداد کئی ہو جائے تو ضمان پہلے والے پر ہوگا۔

(۱) ھندیہ: ۶/ ۵۱، نیز دیکھئے: بدائع الصنائع: ۶/ ۳۴۷، ط: دار الفکر، بیروت، نهاية المحتاج: ۸/ ۳۹، المغنی: ۱۲/ ۵۴۴، ھدایہ: ۸/ ۱۴۲، کتاب الجنایات، ط: ادارۃ القرآن، کراچی، الذخيرة: ۱۲/ ۲۶۵

(۲) دیکھئے: مجله البحوث الاسلاميه، شمارہ: ۲۶، شائع شدہ: ۱۴۱۰-۱۴۰۹ھ

(۳) الشرح الصغير: ۴/ ۵۰۹

مذکورہ بالاصورتیں قتل عمد کی نہیں ہیں؛ بلکہ یہ قتل خطاء کے تحت آتی ہیں؛ اس لئے ان صورتوں میں ضمان کے طور قتل خطاء کی سزائیں لازم ہوں گی، تاہم اگر قتل عمد کی کوئی شکل پیش آجائے اور جان بوجھ کر مارنے کی نیت ہی سے ٹکر ماری جائے تو پھر اس صورت میں ایسے شخص پر قتل عمد کی سزا یعنی قصاص لازم ہوگا یا پھر مقتول کے ورثہ صلح کے ذریعہ دیت پر راضی ہوجائیں تو دیت لازم ہوگی اور اگر بالکل معاف کردیں تو کچھ بھی لازم نہ ہوگا۔(۱)

یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہئے کہ چوں کہ ہندوستان اسلامی مملکت نہیں ہے اور اکثر و بیشتر ایسے حادثات میں حکومت مالی جرمانہ عائد کرتی ہے؛ لہٰذا حکومت کے قانون پر عمل کرتے ہوئے مال ہی لیا جائے گا اور اگر حکومت خود بھی اپنی طرف سے مال دے تو اسے بھی لینا جائز اور درست ہے، مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ فرماتے ہیں :

> اگر یہ ثابت ہوجائے کہ اسکوٹر سوار بالکل بے قصور تھا، ٹرک ڈرائیور ہی قصوروار تھا تو عدالت اگر مجرم سے کچھ رقم دلوائے تو بقدر نقصان رقم لینا جائز ہے۔(۲)

یہ تھی حادثات رونما ہونے کی کچھ شکلیں، جن پر حکم لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

○ ○ ○ ○

(۱) دیکھئے: الإفصاح: ۱۵۸/۲، رحمة الأمة فی اختلاف الأئمة: ۲۶۲

(۲) فتاویٰ رحیمیہ: ۴۵۱/۱۰

مؤلف ایک نظر میں

نام : محمد جمیل اختر جلیلی

ولدیت : محمد عبدالجلیل انصاری صاحب

تاریخ پیدائش: ۵/اپریل ۱۹۸۵ء

وطن مالوف: مقام وپوسٹ: پوچری، ضلع: دھنباد-۸۲۸۳۰۲ (جھارکھنڈ)

تعلیم :

حفظ :مدرسہ حسینیہ، پلاول، ہزاریباغ (جھارکھنڈ)

عالمیت :دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ (اترپردیش)

اختصاص فی الفقہ :المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد (آندھراپردیش)

شعبۂ تحقیق :المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد (آندھراپردیش)

ڈپلوما اِن جرنلزم اینڈ ماس کمیونیکیشن :مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد (آندھراپردیش)

بی، اے (سال دوم) :مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد (آندھراپردیش)

تدریس :

دینیات : سلطان العلوم (انگلش میڈیم) پبلک اسکول، گولکنڈہ، حیدرآباد (۴/ماہ)

حدیث وفقہ وادب: جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور، کنداپورا، اڈپی (کرناٹک) تاحال

تالیفات :

ٹریفک نظام-احکام ومسائل (مطبوعہ)
آدابِ قضاء (شافعی) (مطبوعہ)
مختلف رسائل جیسے: بحث ونظر (حیدرآباد) بانگِ حراء (لکھنؤ) ادراک جدید (ممبئی) اورمختلف اخبارات جیسے: راشٹریہ سہارا، سیاست، انقلاب، منصف، کوکن کی آواز، وغیرہ میں دینی، علمی، تحقیقی، اصلاحی اورفکری موضوعات پرمضامین۔

مؤلف کی دیگر کتابیں
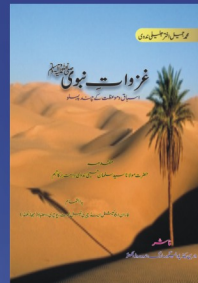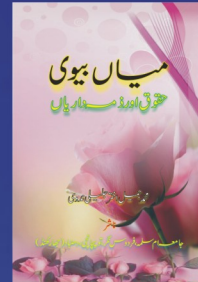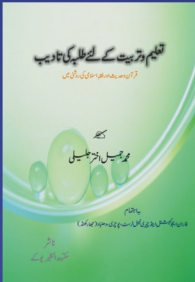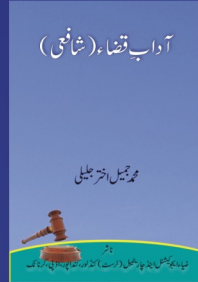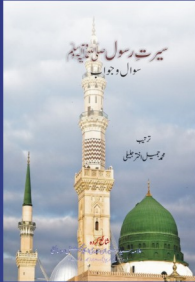
دارین بک ڈپو، ٹیگور مارگ، ندوہ روڈ، لکھنؤ